تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

اَلْفَضْلُ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ — عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

اللہ اکبر

الفضل قادیان

روزنامہ

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN.

شرح چندہ: سالانہ — ششماہی — سہ ماہی — ماہانہ

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

ایڈیٹر غلام نبی

ترسیل زر بنام منیجر روزنامہ الفضل ہو

قیمت سالانہ بیرون ہند

جلد ۲۴	مورخہ ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ	یوم پنجشنبہ	مطابق ۲ جولائی ۱۹۳۶ء	نمبر ۲

مدینۃ المسیح

قادیان ۳۰ رجون۔ آج ساڑھے نو بجے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز بذریعہ موٹر دھرمسالہ بغرض تبدیلی آب و ہوا تشریف لے گئے۔ مقامی امیر حضورؓ نے حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کو مقرر فرمایا:۔

صاحبزادہ اظہر احمدؐ ابن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بعارضہ بخار بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں:۔

تین چار روز سے مطلع ابر آلود ہے۔ اور گاہے گاہے تھوڑی بہت بارش بھی ہو جاتی ہے:۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

منارۂ بیضاء کے پاس مسیح موعودؑ کے نزول کا مفہوم

"حدیث نبوی میں جو مسیح موعود کی نسبت لکھا گیا تھا۔ کہ وُہ منارۂ بیضاء کے پاس نازل ہوگا۔ اس سے یہی غرض تھی۔ کہ مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے۔ کہ اس وقت بباعث دُنیا کے باہمی میل جول کے اور نیز راہوں کے کھلنے اور سہولت ملاقات کی وجہ سے تبلیغ احکام اور دینی روشنی پہونچانا اور ندا کرنا ایسا سہل ہوگا۔ کہ گویا یہ شخص منارہ پر کھڑا ہے۔ یہ اشارہ ریل۔ اور تار۔ اور اگن بوٹ اور انتظام ڈاک کی طرف تھا جس نے تمام دُنیا کو ایک شہر کی مانند کر دیا۔ غرض مسیح کے زمانہ کے لئے منارہ کے لفظ میں یہ اشارہ ہے۔ کہ اس کی روشنی اور آواز جلد تر دُنیا میں پھیلے گی۔ اور یہ باتیں کسی اور نبی کو میسر نہیں آئیں۔ اور انجیل میں لکھا ہے۔ کہ مسیح کا آنا ایسے زمانہ میں ہوگا۔ جیسا کہ بجلی آسمان کے ایک کنارہ میں چمک کر تمام کناروں کو ایک دم میں روشن کر دیتی ہے۔ یہ بھی اسی امر کی طرف اشارہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ چونکہ مسیح تمام دُنیا کو روشنی پہونچانے آیا ہے اس لئے اس کو پہلے سے یہ سب سامان دیئے گئے۔ وُہ خون بہانے کے لئے نہیں بلکہ تمام دُنیا کے لئے صلحکاری کا پیغام لایا ہے۔ اب کیوں انسانوں کے خون کئے جائیں۔ اگر کوئی سچ کا طالب ہے۔ تو وُہ خدا کے نشان دیکھے۔ جو صدہا ظہور میں آئے اور آرہے ہیں۔ اور اگر خدا کا طالب نہیں۔ تو اس کو چھوڑ دو۔ اور اس کے قتل کی فکر میں مت ہو۔ کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اب وُہ آخری دن نزدیک ہے جس سے تمام نبی جو دُنیا میں آئے ڈراتے رہے ہیں"۔ (اشتہار ۲۸ رمئی ۱۹۰۰ء)

واقفین رخصت ماہ جولائی کو اطلاع

شروع ماہ جون ۱۹۳۶ء میں دفتر تحریک جدید کی طرف سے ان تمام اصحاب کو اطلاع دے دی گئی تھی جنہوں نے کچھ عرصہ تبلیغ کے لئے وقف کیا ہوا ہے۔ اور ان کا وقف کردہ عرصہ ماہ جولائی کی کسی تاریخ سے شروع ہوتا ہے۔ نیز ان کے لئے حلقہ جات کا انتخاب بھی کر دیا گیا تھا۔ اگر اس وقت تک کسی دوست کو ان کے وقف کردہ عرصہ میں کسی جگہ جا کر کام کرنے کی اطلاع نہ ملی ہو۔ تو مہربانی فرما کر بہت جلد مطلع فرمائیں۔ تا ان کو دوبارہ اطلاع دیدی جائے ؛ (انچارج تحریک جدید۔ قادیان)

واپسی قرضہ ساٹھ ہزار

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ماہ جون ۳۶ء کا قرعہ آنریبل نواب چودھری محمد الدین صاحب کے نام نکلا ہے۔ اس لئے ایک ہزار روپیہ نواب صاحب موصوف کو ادا کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ نو سو روپیہ مندرجہ ذیل احباب کو بھیجا جا رہا ہے۔

خان بہادر محمد دلاور خان صاحب ریفارمس آفیسر صوبہ سرحد۔ پشاور۔

بابو محمد عبد اللہ صاحب کلرک آرڈی نینس ڈپو۔ لاہور۔

بابو محمد فاضل صاحب اوورسیر میونسپل کمیٹی۔ فیروز پور شہر۔

(ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ قادیان)

جماعت احمدیہ حلقہ نیلہ گنبد لاہور کیطرف سے پولیس کا شکریہ

۲۳ر جون۔ جماعت احمدیہ حلقہ نیلہ گنبد لاہور کا ایک جلسہ منشی محبوب عالم صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں حسب ذیل قرارداد باتفاق رائے منظور ہوئی۔

یہ اجلاس لاہور کے حکام پولیس خصوصاً مسٹر ڈبلیو سی پٹمب سینئیر سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس۔ پنڈت وشوا ناتھ صاحب تھانہ پرانی انارکلی۔ اور بابو ہرنام سنگھ صاحب تھانہ پرانی انارکلی کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ کہ انہوں نے احمدیان نیلہ گنبد کے ایک جلسہ میں جو ۲۰ر جون ۱۹۳۶ء کی شام کو نیلہ گنبد چوک میں منعقد ہوا۔ نیلہ گنبد کی آبادی کے ایک طبقہ کو شرارت کرنے سے باز رکھا۔ اور جلسہ میں امن قائم رکھکر پوری پوری فرض شناسی کا ثبوت دیا۔ قرار پایا۔ کہ اس کی نقول متعلقہ حکام پولیس اور پریس کو بھجوائی جائیں (خاکسار۔ غلام محمد سیکرٹری جماعت احمدیہ حلقہ نیلہ گنبد۔ لاہور)

اخبار احمدیہ

امتحانات میں کامیابی

۱۔ پیر محمد یوسف صاحب صدیقی ضلع لائل پور نے امسال بی اے کا امتحان پاس کیا ہے۔ وہ آجکل بیمار ہیں۔ ان کی صحت کے لئے دعا کیجائے۔ خاکسار احسن اسمٰعیل گوجرہ ۔ (۲) چوہدری عبد الحمید صاحب ادیب عالم امسال پنجاب یونیورسٹی کے ایف اے کے امتحان میں اعلےٰ نمبروں میں پاس ہوئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔ خاکسار عبد المجید بی۔ اے (آنرز) قادیان۔ (۳) مندرجہ ذیل احمدی طلباء نے رام سکھ داس کالج فیروز پور سے اس سال ایف۔ اے کا امتحان پاس کیا ہے مبارک احمد صاحب۔ عبد الکریم صاحب۔ محمد احمد صاحب۔ ظہیر احمد صاحب ؛ خاکسار عبد العزیز فیروز پور شہر ؛ (۴) میرا پوتا رفیق احمد امسال دلی یونیورسٹی سے ایل۔ ایل۔ بی (فائنل) کلاس میں سیکنڈ ڈویژن میں پاس ہوا ہے۔ احباب اس کی آئندہ ترقی کے لئے دعا کریں۔ خاکسار عبد الرحمٰن امیر جماعت احمدیہ انبالہ شہر ؛

پتہ درکار ہے

میاں عبد الحکیم خانصاحب ساکن ملی ضلع شاہ پور کا اگر کسی دوست کو صحیح پتہ معلوم ہو۔ یا وہ خود یہ اعلان پڑھیں۔ تو فوراً بذریعہ خط اطلاع دیں

خاکسار محمد رفیق شاہ پوری معرفت ایڈیٹر صاحب اخبار "اصلاح" سرینگر۔ کشمیر ؛

درخواست ہائے دعاء

۱۔ میری تبدیلی شیر گڑھ ضلع منٹگمری میں ہوگئی ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ میں وہاں پر تبلیغ کا کام بخوبی کر سکوں۔ خاکسار محمد شفیع ویٹرنری اسسٹنٹ سرجن شیر گڑھ۔ (۲) مولوی فاضل کا نتیجہ نکلنے والا ہے۔ احباب امتحان دینے والے تمام دوستوں کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد صدیق امرتسری۔ قادیان (۳) مستری دین محمد صاحب کا لڑکا ولی محمد چند دنوں سے سخت بیمار ہے۔ احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار مستری عبد العزیز قادیان (۴) میری لڑکی اور لڑکا دو ماہ سے بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار عبد الحق مجاہد بھوماں وڈالہ (۵) عزیزہ امۃ الحفیظ عرصہ چار ماہ سے بعارضہ بخار و کھانسی بیمار ہے۔ دعائے صحت کیجائے۔ خاکسار علی محمد بستی بزدار ضلع ڈیرہ غازیخان (۶) احباب میری مشکلات اور میرے والد میاں سردار خانصاحب کی صحت نیز میری لڑکی کی مشکلات کے ازالہ کیلئے دعا فرمائیں۔ خاکسار مہر بی بی بھاکا بھٹیاں (۷) منشی چراغدین صاحب کا دو سالہ بچہ بیمار ہے اس کی صحت اور درازی عمر کیلئے دعا فرمائیں خاکسار فقیر احمد خاں پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ جالندھر چھاؤنی۔ (۸) میرا بھتیجہ جمال الدین بعارضہ بخار بیمار رہتا ہے۔ سب دوستوں سے درخواست ہے۔ کہ اس کی صحت کیلئے دعا فرمائیں نیز میری مالی مشکلات کی دوری کیلئے بھی دعا کریں۔ خاکسار شیخ بشیر الدین کپور تھلہ۔

ولادت

۱۔ اللہ تعالےٰ نے خاکسار کو ۱۲ر جون فرزند عطا فرمایا۔ حضرت امیر المومنین نے نومولود کا نام عبد الواحد رکھا ہے۔ احباب مولود کی درازی عمر اور خادم دین بننے کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار عبد الکریم خاں یوسف زئی گلگت (کشمیر) (۲) منشی امیر محمد صاحب کلرک دفتر الفضل کے ہاں ۲۰۔۲۱ جون کی درمیانی شب لڑکا تولد ہوا۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔ خاکسار محمد الدین ؛ (۳) ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب اتالیق بچگان حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک جدید کے متعلق اہم تقریر

تحریکِ جدید ایک قطرہ ہے قربانیوں کے اُس سمندر کا جو تمہارے سامنے آنے والا ہے

۲۸ رجون کے جلسہ تحریک جدید میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل تقریر فرمائی

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میری صحت

تو اس بات کی اجازت بالکل نہیں دیتی۔ کہ میں تقریر کر سکوں۔ لیکن انسان اُن باتوں سے غافل ہوتا ہے۔ جو اس کو نظر نہیں آتیں۔ اگر کسی کے پاؤں میں کوئی زخم ہو۔ اور وہ چلتا ہؤا نظر آئے۔ تو اس سے تعلق رکھنے والا ہر شخص اس کو ملامت کرتا۔ اور اس کی منتیں کرتا ہؤا کہتا ہے آپ لیٹے رہیئے۔ تا زخم اچھا ہو جائے کیونکہ وہ زخم ان لوگوں کو نظر آجاتا ہے لیکن جب وہی زخم اندرونی ہوتا ہے ایک کو پیچش ہو جاتی ہے۔ اور وہ اس

تکلیف کا اظہار

کرتا ہے۔ تو اس کے دوست اُسے کہتے ہیں۔ یُونہی نخرے کر رہا ہے۔ اِسے کیا ہؤا ہے۔ کہ یہ چل پھر نہیں سکتا۔ وہی زخم اگر کسی کے گلے میں ہوتا ہے۔ تو اس کی انسان چنداں پروا نہیں کرتا۔ اور یہ امید رکھتا ہے۔ کہ باوجود اس زخم کے وہ بولتا چلا جائے۔ اور وہ خیال کرتا ہے۔ کہ بھلا تھوڑا سا بولنے میں کیا حرج ہے

یہ

عام انسانی فطرت کی کمزوری

ہے۔ اور انسان بوجہ اپنے محدود علم کے اس قسم کی غلطیوں میں مبتلا ہوتا رہتا ہے۔

میں نے

تحریکِ جدید کے متعلق

اس قدر باتیں کہہ دی ہیں۔ کہ میں سمجھتا ہوں۔ مجھے اس بارہ میں مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ مگر انسانی فطرت جدت پسند بھی ہے۔ اور وہ سب کچھ سننے کے بعد پھر بھی خواہش کرتی ہے۔ کہ کچھ اور سُنایا جائے۔ اور وہ اس سوال پر بھی بُرا مناتی ہے۔ کہ تم جو اور سُننے کے خواہش مند ہو۔ پچھلے سُننے پر تم نے کیا عمل کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس

میں ایک دفعہ ایک شخص آیا۔ اور کہنے لگا۔ میں معجزہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر مجھے فلاں معجزہ دکھا دیا جائے۔ تو میں آپ پر ایمان لانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھے یاد ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُسے جواب دیا۔ کہ

اللہ تعالیٰ مداری نہیں

وہ کوئی تماشہ نہیں دکھاتا۔ بلکہ اس کا ہر کام حکمت سے پُر ہوتا ہے۔ آپ یہ بتائیں۔ کہ جو پہلے معجزے دکھائے گئے ہیں۔ اُن سے آپ نے کیا فائدہ اُٹھایا ہے کہ آپ کے لئے اب کوئی نیا معجزہ دکھایا جائے۔ مگر انسانی فطرت کی کمزوری اس کو بھی ناپسند کرتی۔ بلکہ شائد اسے بد تہذیبی قرار دیتی ہے۔ وہ جائز سمجھتی ہے۔ کہ

سستی اور غفلت میں مبتلا

چلی جائے۔ بلکہ سستی اور غفلت میں ہمیشہ پڑی رہے۔ اور کوئی اس سے اتنا بھی سوال نہ کرے۔ کہ اُس نے اپنی ذمہ داری کو کس حد تک ادا کیا ہے۔ ہاں جب بھی وہ کوئی تماشہ دیکھنا چاہے۔ اس وقت اُسے وہ تماشہ ضرور دکھا دیا جائے۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل دے کر بھیجا ہے۔ وہ کوئی پاگل وجود نہیں جمادات کی طرح۔ اور حیوانات کی طرح وہ

محدود عقل

کا یا بالکل بے عقل وجود نہیں۔ مگر وہ خدا تعالیٰ کی اس نعمت سے جو اسے دی گئی ہے۔ کیا فائدہ اٹھاتا ہے۔ کتنے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عقل کو استعمال کرتے ہیں۔ کتنے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی سمجھ کو استعمال کرتے ہیں۔ کتنے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے فہم کو استعمال کرتے ہیں۔ دُنیا میں بڑی چیزوں پر ہمیشہ چھوٹی چیزوں کو قربان کیا جاتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ

کمزور انسانیت

پر اپنے پیدا کئے ہوئے قیمتی سے قیمتی جوہروں کو قربان کیا۔ آدم ؑ اپنے زمانہ کا سب سے قیمتی جوہر تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے ان کمزور لوگوں کے لئے جنہوں نے شیطان کو جنت میں دخل دیا۔ آدم ؑ کی سی قیمتی جان کو قربان کرا دیا۔

حضرت نوح علیہ السلام

اپنے زمانہ میں سب سے قیمتی وجود تھے مگر اللہ تعالیٰ نے اُن ازلی شقیوں اور اُن بدقسمت وجودوں کے لئے جو

ہدایت سے محرومی

اختیار کر چکے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی جان کو قربان کرا دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

اپنے زمانہ کے سب سے قیمتی وجود تھے۔ مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جان کو کمزور اور ناقص انسانوں کے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے کرب و بلا میں مبتلا کیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

اپنے زمانہ کے قیمتی سے قیمتی وجود تھے۔ مگر وہ بنی اسرائیل جو خدا کے لئے صرف اس قربانی کے مالک تھے۔ کہ انہوں نے کہہ دیا۔ اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ۔ اُس بزدلی۔ اس نشانات سے آنکھیں بند کر لینے والی اور اس جاہل قوم کے لئے خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ؑ کی سی قیمتی جان کو قربان کرا دیا۔

حضرت عیسےٰ علیہ السلام

اپنے زمانہ کے قیمتی ترین وجودوں میں سے تھے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کے لئے جنکے متعلق حضرت مسیح علیہ السلام خود کہتے ہیں۔ کہ وہ سانپ اور سانپوں کی اولاد ہیں۔ وہ درندے اور درندوں کی اولاد ہیں۔ ان کی زندگی کو بھینٹ چڑھا دیا۔

محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سے زیادہ پاک اور اعلےٰ وجود اس دُنیا میں کون آیا۔ کہ جس کے متعلق اللہ تعالےٰ نے بھی فرمایا۔

لولاک لما خلقت الافلاک

اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اگر تجھے نہ پیدا کرنا ہوتا۔ تو میں زمین اور آسمان کو بھی پیدا نہ کرتا۔ پس وہ وجود جس کی خاطر بنی نوع انسان پیدا کئے گئے۔ ابو جہل عتبہ اور شیبہ کی ہدایت اور بھلائی کے لئے اس کو ایک ایسی صلیب پر لٹکا دیا گیا۔ جو لوگوں کو تو نظر نہیں آتی۔ مگر خدا تعالےٰ جس کی نظر میں ہر غیب بھی ظاہر ہے۔ وہ اس صلیب کے متعلق فرماتا ہے۔ لعلک باخع نفسک الّا یکونوا مؤمنین۔ اے محمد رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) شاید کہ

غم کی چھُری

تجھ کو ذبح کرتے کرتے تیری گردن کے آخری تسموں کو بھی کاٹ دے گی۔ اس وجہ سے کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے وہ قربان ہونے والے وجود کس قیمت کے تھے۔ اور جن کے لئے انہوں نے قربانی دی، وہ کس قیمت کے تھے۔ مگر کون تھے۔ جنہوں نے ان قربانیوں سے فائدہ اٹھایا۔ اور کس حد تک؟ کیا ہمیں اس بات کے سمجھانے کے لئے کسی نبی کی ضرورت ہے۔ کہ ہماری زندگی موت پر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ

ایک اور مسلسل زندگی کا ہمیں حاصل ہونیوالا ہے

کیا ہمیں اس بات کے سمجھانے کے لئے کسی نبی کی ضرورت ہے۔ کہ ہمارے اعمال کسی بدلے اور جزا کے متقاضی ہیں۔ اور ہماری زندگیاں بے کار اور رائیگاں جانے والی نہیں۔ اور ایک

دار الحساب

ہمارے لئے مقرر ہے۔ جس میں ہم سب کا حساب لیا جائے گا۔ پھر کیا ہمیں اس بات کے سمجھانے کے لئے کسی نبی کی ضرورت ہے۔ کہ ہم اس دنیا میں ہمیشہ زندہ نہیں رہیں گے۔ بلکہ ایک دن مر جائیں گے۔ اور سب چیزیں اسی جگہ چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ آخر کونسی چیز ہے جس کے لئے ہم کہیں۔ کہ ہمیں اس کے متعلق باہر سے امداد کی ضرورت ہے۔

چھوڑ دو ان باتوں کو جو آسمان سے آنے والی ہوتی ہیں۔ اور جن کے بغیر انسان کی روحانیت اعلےٰ مدارج پر نہیں پہونچ سکتی۔ کہ وہ بے شک رسولوں کے ذریعہ آتی ہیں۔ اور ان کے بغیر ان کا علم حاصل نہیں ہو سکتا۔ لیکن ان سے نیچے اتر کر وہ

ابتدائی باتیں

جن کے لئے نبیوں کی ضرورت نہیں۔ انہی کے متعلق غور کر کے دیکھ لو۔ انسان ان کا کس حد تک خیال رکھتا ہے۔

سب سے زیادہ یقینی چیز

موت ہے۔ مگر کیا سب سے زیادہ انسان اسی کو نہیں بھولتا۔ کوئی انسان ہے۔ جو کہے۔ کہ میں نے اپنا کوئی رشتہ دار مرتا ہوا نہیں دیکھا۔ کیا کوئی ہے۔ جو کہہ سکے۔ کہ وہ آدمؑ سے پہلے زمانہ کا ہے۔ جس کا نہ کوئی باپ تھا۔ نہ کوئی اور رشتہ دار۔ اور وہ اب تک موت سے محفوظ ہے۔ اگر آج کوئی آدمؑ کا بیٹا بھی ہے۔ تو بھی آدم اس کے سامنے مرا۔ اگر آج کوئی

نوحؑ کا بیٹا

ہے۔ تب بھی آدمؑ اور اس کی اولاد اور حضرت نوحؑ کی وفات اس کے سامنے ہوئی۔ اگر کوئی موسےٰؑ سے بھی تعلق رکھنے والا ہے۔ تب بھی حضرت آدمؑ حضرت نوحؑ۔ حضرت ابراہیمؑ اور دوسرے لاکھوں انسان اس نے مرتے دیکھے۔ اسی طرح اگر آج کوئی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے زمانہ کا موجود ہے۔ یا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا کوئی شخص پایا جائے تو ہزارہا انسان اس کے سامنے فوت ہو چکے۔ مگر اس قسم کا آدمی تو دنیا میں کوئی موجود نہیں۔

انسان کی اوسط عمر

چالیس پچاس سال ہوتی ہے۔ اس تھوڑے سے عرصہ میں ہی اس کے کئی بھائی بند۔ رشتہ دار اور دوست اس کے سامنے فوت ہو جاتے ہیں۔ مگر کتنے ہیں۔ جو اپنی موت یاد رکھتے ہیں۔ اور پھر کتنے ہیں۔ جو موت کے آنے سے پہلے اس کے لئے تیاری کرتے ہیں۔ درحقیقت میری تحریک کوئی جدید تحریک نہیں۔ بلکہ یہ

قدیم ترین تحریک

ہے۔ اور اس جدید کے لفظ سے صرف ان ماؤف اور ان

بیمار دماغوں سے تلعب

کیا گیا ہے۔ جو بغیر جدید کے کسی بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے جس طرح ڈاکٹر جب ایک مریض کا لمبے عرصہ تک علاج کرتا رہتا ہے۔ تو بیمار بعض دفعہ کہتا ہے۔ مجھے ان دواؤں سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ تب وہ کہتا ہے اچھا میں آج تمہیں

نئی دواء

دیتا ہوں۔ یہ کہکر وہ پہلی دوا میں ہی ٹنکچر کارڈمم ملا کر اور خوشبودار بنا کر اُسے دے دیتا ہے۔ مریض سمجھتا ہے۔ کہ مجھے نئی دوا دی گئی ہے۔ اور ڈاکٹر بھی اسے نئی دوا کہنے میں حق بجانب ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اس میں ایک نئی دوا ملا دیتا ہے۔ مگر وہ اس لئے اسے جدید بناتا ہے۔ تا مریض دوائی پیتا رہے۔ اور اس کی امید نہ ٹوٹے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ایک دفعہ ایک بڑھیا آئی۔ اُسے

ملیریا بخار

تھا۔ جو لمبا ہو گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے فرمایا۔ تم کونین کھایا کرو۔ وہ کہنے لگی۔ کونین! میں تو اگر کسی دن کونین کی گولی کا چوتھا حصہ بھی کھا لوں تو ہفتہ ہفتہ بخار کی تیزی سے پھنکتی رہتی ہوں۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیکھا۔ کہ وہ کونین کھانے کے لئے تیار نہیں۔ تو چونکہ عام طور پر ہمارے ملک میں کونین کو کونین کہتے ہیں۔ جس کے معنے دو جہانوں کے ہوتے ہیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے کھانے کو کونین کی ہی گولیاں دیں۔ مگر فرمایا یہ

دارین کی گولیاں

ہیں۔ انہیں استعمال کرو۔ دو تین گولیاں ہی اس نے کھائی ہوں گی۔ کہ آ کر کہنے لگی مجھے تو اس دوا سے ٹھنڈک پڑ گئی ہے کچھ اور گولیاں دیں۔ لیکن نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح

پرانی تحریک کا نام جدید رکھدیا

اور تم نے کہنا شروع کر دیا۔ کہ یہ جدید تحریک ہے۔ وہ لوگ جن کے اندر اخلاص تھا۔ اور وہ چاہتے تھے۔ کہ روحانیت میں ترقی کریں انہوں نے جب ایک تحریک کا نیا نام سُنا۔ تو انہوں نے کہا۔ یہ نئی چیز ہے۔ آؤ ہم اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اور وہ لوگ جن کے اندر نفاق تھا۔ انہوں نے یہ سمجھکر کہ یہ نئی چیز ہے۔ کہنا شروع کر دیا۔ کہ اب یہ نئی نئی باتیں نکال رہے۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریق سے انحراف کر رہے ہیں۔ نہ اس نے بات سمجھنے کی کوشش کی۔ اور نہ اس نے فائدہ اٹھایا۔

پرانی شراب پرانے مشکوں میں

پڑی ہوئی تھی۔ صرف اس کا نام بدل دیا گیا تو منافق نے کہنا شروع کر دیا۔ اب یہ نئی باتیں بنانے لگ گئے ہیں۔ اور مخلص نے کہا۔ میرے سامنے نئی چیز پیش کی جا رہی ہے۔ آؤ میں اس سے فائدہ اٹھاؤں حالانکہ وہ پرانی ہی چیز تھی۔ جسے ایک نیا نام دے دیا گیا۔ وہ وہی چیز تھی۔ جسے محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا۔ اور وہ وہی چیز تھی۔ جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش فرمایا۔ مگر وہ لوگ جن کی ایمانی حالت بچوں کی سی تھی۔ انہوں نے کہا۔ آؤ ہم ایک

نئی چیز کا تجربہ

کریں۔ اور منافقوں نے کہہ دیا۔ کہ اب پرانے طریق چھوڑ کر نئے طریق اختیار کئے جا رہے ہیں۔ حالانکہ اس میں وہ کونسی چیز ہے جو نئی ہے۔

وہی ایک قانون ہے

جو آدمؑ کے وقت سے مقرر ہوا۔ کہ جب شیطان تم پر حملہ کرے گا۔ تمہیں اس کے مقابلہ میں اپنے ہاتھ پاؤں ہلانے پڑینگے

بغیر اس کے تمہیں کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس کے سوا تحریک جدید میں اور کیا ہے۔ یہی قانون اس تحریک میں کام کر رہا ہے۔ کہ

حرکت میں برکت ہے

نیا نام تو اسے اس لئے دیا گیا۔ کہ وہ لوگ جو نئی چیز کی طرف توجہ کرنے کے عادی ہیں۔ اس کا نیا نام سن کر اس کی طرف توجہ کریں۔ جیسا کہ کہتے ہیں۔ کوئی زمیندار مرنے لگا۔ تو اس کے چار لڑکے تھے وہ چاروں اس کے پاس آئے۔ باپ نے کہا میں اب مرنے لگا ہوں۔ اس لئے میں تمہیں بتاتا ہوں۔ کہ میں نے اپنے

کھیت میں ایک خزانہ

دفن کیا تھا۔ مجھے یاد نہیں رہا۔ وہ کس جگہ ہے۔ جب میں مر جاؤں۔ تو سارا کھیت کھود ڈالنا۔ ممکن ہے وہ خزانہ کسی جگہ سے تمہیں دستیاب ہو جائے۔ باپ کے مرتے ہی چاروں بھائی کدالیں لے کر کھیت میں پہونچ گئے۔ اور تمام زمین کھود ڈالی مگر انہیں خزانہ نہ ملا۔ وہ حیران ہوئے۔ کہ خزانہ کہاں چلا گیا۔ پھر خیال آیا۔ کہ شائد کوئی چور نکال کر لے گیا ہو۔ مگر اس کے بعد جب انہوں نے اسی کھیت میں کھیتی بوئی۔ تو بوجہ اس کے کہ انہوں نے کھود کھود کر تمام زمین کو نرم کر دیا تھا۔ فصل خوب ہوئی۔ اور دوسروں سے

کئی گنے زیادہ اناج

پیدا ہوا۔ انہوں نے ایک دن اتفاقاً کسی سے ذکر کیا کہ ہمارے باپ نے مرتے وقت کہا تھا۔ کہ اس زمین میں خزانہ مدفون ہے۔ ہم نے تمام زمین کھود ڈالی مگر خزانہ کہیں سے نہیں ملا۔ وہ کہنے لگا۔ بیوقوفو یہی تو خزانہ ہے۔ جو کئی گنے زیادہ اناج کی صورت میں تمہیں مل گیا۔ اگر تمہارا باپ تمہیں یہ کہتا۔ کہ

زمین خوب کھودنا

اس سے فصل اچھی ہوگی۔ تو تم کب اسکی بات مانتے۔ تم کہتے۔ کیا بیوقوفی کی بات ہے جس طرح دوسرے لوگ فصل بوتے ہیں۔ اسی طرح ہم کیوں نہ بوئیں۔ مگر جب اس نے خزانے کا لفظ بول دیا۔ تو تم سب مل کر زمین کھودنے لگ گئے۔

اور اس طرح تمہیں دوسروں سے کئی گنے زیادہ غلہ مل گیا۔ یہی تو خزانہ ہے۔ جو تمہیں اپنے باپ کی وجہ سے ملا۔ تو چیز ایک ہی ہوتی ہے۔ مگر رنگ بدل دیا جاتا ہے۔ وہی چیز جو آدم کے ہاتھوں دنیا میں قائم ہوئی وہی نوحؑ کے ذریعہ قائم ہوئی۔ وہی ابراہیمؑ کے ذریعہ قائم ہوئی۔ وہی موسےٰؑ کے ذریعہ قائم ہوئی۔ وہی عیسےٰؑ کے ذریعہ قائم ہوئی۔ اور وہی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قائم ہوئی۔

کامیابی کا گر سب کا ایک ہی ہے

اور وہ یہ کہ جب شیطان خدا تعالےٰ کی بادشاہت پر حملہ کرے۔ تو اس وقت مومن اُٹھے۔ اور اپنی جان دے دے۔ جب تک مومن خدا تعالےٰ کے لئے جان دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا جب تک

خدائی قلعہ کی حفاظت

کے لئے وہ ہر قسم کی قربانیوں پر آمادہ نہیں ہوتا۔ اس وقت تک خدا تعالےٰ کی نصرت اس کے لئے نہیں اُترتی۔ اس چیز کا کوئی نام رکھ لو۔ تحریک جدید رکھ لو۔ تحریک قدیم رکھ لو۔ دین حنیف رکھ لو۔ دین موسوی رکھ لو۔ دین عیسوی رکھ لو۔ بات ایک ہی ہے۔ گر ایک ہی ہے۔ اور وہ یہ کہ

خدا اپنے مومن بندوں سے قربانی کا مطالبہ کرتا ہے

اگر بندے اس کے لئے جان دینے کے لئے تیار ہوں۔ تو خدا تعالےٰ ان کی جان بچانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور اگر بندے خدا تعالےٰ کے لئے اپنی جان دینے کے لئے تیار نہ ہوں۔ تو خدا تعالےٰ اُن کی جان بچانے کے لئے بھی تیار نہیں ہوتا۔ جب تک انسان اس گر پر عمل کرتا ہے گا خدا تعالےٰ کی نصرت اور مدد اس کے شامل حال رہے گی۔ اور جب اس گر پر عمل کرنا چھوڑ دے گا۔ خدا تعالےٰ کی نصرت اور مدد بھی اس سے چھین لی جائے گی۔ بہرحال

ضروری ہے کہ انسان ہر قسم کی قربانیوں کیلئے تیار رہے

اور کوئی قربانی ایسی نہ ہو جس کے کرنے سے وہ ہچکچائے۔ خواہ وہ مال کی قربانی ہو۔ خواہ جان کی قربانی ہو۔ خواہ عزت کی قربانی ہو۔ خواہ وجاہت کی قربانی ہو۔ خواہ

وطن کی قربانی

ہو۔ خواہ جذبات اور احساسات کی قربانی ہو۔ ہر قسم کی قربانی کے لئے وہ تیار ہو۔ خدا تعالےٰ کبھی شرطیں کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ باقی انسان تو شرطیں کر لیتے ہیں۔ مگر

اللہ تعالےٰ کبھی شرطیں نہیں کرتا۔

اس کی طرف سے صرف یہ بات پیش کی جاتی ہے۔ کہ جو اس سے تعلق رکھنا چاہتا ہے وہ بلا شرط اپنے آپ کو اس کے سامنے پیش کر دے۔ اگر وہ مال کے بارہ میں اس کا امتحان لینا چاہے تو وہ مالی امتحان کے لئے تیار ہو۔ اگر جان کے بارہ میں اس کا امتحان لینا چاہے۔ تو جانی امتحان کے لئے تیار ہو۔ اگر وطن کے بارہ میں اس کا امتحان لینا چاہے۔ تو وطن کے امتحان کے لئے تیار ہو۔ اگر عزت کے بارہ میں اس کا امتحان لینا چاہے تو عزت کے امتحان کے لئے تیار ہو۔ اور اگر عزیز و اقارب اور رشتہ داروں کے بارہ میں امتحان لینا چاہے۔ تو اس امتحان کے لئے تیار ہو۔ ان میں سے کونسی قربانی ہے۔ جسے ہم بڑا۔ یا چھوٹا کہہ سکتے ہیں خدا تعالےٰ نے

نوحؑ کا امتحان

اس رنگ میں لیا۔ کہ اُن کے بیٹے کو مذہباً ان سے جدا کیا۔ خدا تعالےٰ نے

ابراہیمؑ کا امتحان

اس طرح لیا۔ کہ ان کے ہاتھ سے اپنے بیٹے پر چھری چلوانی چاہی۔ خدا تعالےٰ نے

لوطؑ کا امتحان

اس طرح لیا۔ کہ ان کی بیوی ان سے الگ رہی۔ خدا تعالےٰ نے

موسےٰؑ کا امتحان

اس طرح لیا۔ کہ ان کا وطن ان سے چھڑا دیا۔ اسی طرح خدا تعالےٰ نے

عیسےٰؑ کا امتحان

اس طرح لیا۔ کہ انہیں صلیب پر لٹکا دیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ ان میں سے فلاں قربانی چھوٹی ہے۔ اور فلاں بڑی۔ یہ تو خدا تعالےٰ کی مصلحت ہوتی ہے۔ کہ وہ کسی قوم کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے جس طرح چاہتا ہے۔ اس کا امتحان لیتا ہے۔ مگر اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ یہ

سارے امتحان اپنی اپنی جگہ پُر حکمت ہیں

اور یہ امتحان اللہ تعالےٰ انسان کے فائدہ کے لئے لیتا ہے۔ خواہ کسی انسان کا وہ امتحان لے۔ جو اس نے حضرت نوح علیہ السلام سے لیا۔ خواہ وہ امتحان لے۔ جو اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لیا۔ خواہ وہ امتحان لے۔ جو اس نے حضرت لوط علیہ السلام سے لیا۔ خواہ وہ امتحان لے۔ جو اس نے حضرت موسےٰ علیہ السلام سے لیا۔ خواہ وہ امتحان لے۔ جو اس نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے لیا۔ اور خواہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح سارے امتحان ہی اُس سے لے کر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو قریب ترین وجودوں سے بھی خدا تعالےٰ نے چھڑا یا۔ چنانچہ ان کے اپنے چچا ایمان سے محروم رہے۔ اُن سے وطن بھی چھڑایا۔ اور انہیں دشمنوں نے

صلیب کی قسم کی تکالیف

بھی دیں۔ جیسے اُحد کی جنگ میں آپؐ پر پتھر پھینکے گئے۔ اور آپ بے ہوش ہو گئے۔

واقعہ صلیب کیا تھا۔ یہی۔ کہ ہاتھ پاؤں میں کیل گاڑے گئے۔ جس سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔ مگر اس وقت فوت نہیں ہوئے۔ اسی طرح

اُحد کی جنگ

میں کیسوں کی جگہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتھر مارے گئے۔ آپؐ کے دانت گرے۔ اور آپؐ بے ہوش ہو گئے۔

غرض جو تکلیف حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر آئی۔ وہی تکلیف محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی پیش آئی۔ اسی طرح حضرت موسےٰ علیہ السلام کو اپنا

وطن چھوڑنا پڑا

اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی وطن چھوڑنا پڑا۔ غرض

وہ تمام قربانیاں جو پہلوں سے لی گئیں

محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے اکٹھی لی گئیں

اب ہم کس قربانی کو حقیر کہہ سکتے ہیں۔ کس قربانی کو چھوٹا اور کس کو بڑا کہہ سکتے ہیں۔ یہ محض خدا تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے۔ کہ وہ قربانی کے جس دروازہ سے چاہے انسان کو بلائے۔ ورنہ جب خدا کہتا ہے۔ کہ جنت میں ہر دروازہ سے فرشتے آئیں گے۔ اور

جنتیوں کو سلام

کہیں گے۔ تو اس کے یہی معنے ہیں۔ کہ خدا کہیگا تم پر ہر دروازہ سے مصیبت آئی تھی۔ اور تم نے اسے قبول کیا۔ اب اس کے بدلہ میں ہر دروازہ سے تم پر سلامتی بھیجی جاتی ہے اگر ہر دروازے سے کسی نے موت قبول نہیں کی تھی۔ تو ہر دروازے سے اس پر فرشتوں کے ذریعہ سلامتی بھیجنے کا کیا مطلب ہوسکتا ہے۔ آخر وہاں

ناٹک کا تماشہ

تو نہیں ہوگا۔ کہ چاروں طرف سے فرشتے بھیس بدل بدل کر آرہے ہونگے۔ اور مومنوں کو سلام کریں گے۔

من کل باب سلام

سے مراد یہی ہے کہ چونکہ مومن نے دنیا میں ہر باب سے قربانی دی ہوگی۔ اور ہر تکلیف کو خدا تعالیٰ کے لئے برداشت کیا ہوگا اس لئے خدا تعالیٰ بھی ہر دروازے سے اس پر سلامتی بھیجے گا۔ پس وہ شخص جو اپنے لئے قربانی کا ایک دروازہ بھی بند کرتا ہے۔ جنت کا ایک دروازہ اپنے اوپر بند کرتا ہے۔ جس کا دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہے۔ کہ ایسا شخص جو اسلام سے تعلق رکھنے والی کسی قربانی سے پیچھے رہتا ہے۔ جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جنت میں وہی شخص داخل ہوگا۔ جس نے ہر دروازے سے خدا تعالیٰ کے لئے موت قبول کی ہوگی۔ اور ہر قربانی کے لئے اس نے اپنے آپ کو تیار رکھا ہوگا۔ وہ بخیل جو

مال کی قربانی

کے وقت پیچھے ہٹ جاتا۔ اور بہانے بنا بنا کر اس سے محفوظ رہنا چاہتا ہے۔ وہ قربانی کا ایک دروازہ اپنے اوپر بند کرتا ہے اور اس کے ساتھ ہی جنت کا ایک دروازہ بھی اپنے اوپر بند کرلیتا ہے۔ کیونکہ یہ شرط ہے۔ کہ جنت میں داخل ہونے والے پر ہر دروازہ سے سلامتی بھیجی جائے گی۔ پس اگر اس نے

ہر قربانی میں حصّہ

نہیں لیا۔ تو وہ جنت میں داخل ہوکر ہر سلامتی کا مستحق کس طرح بن سکتا ہے۔ وہ بزدل جو خدا تعالیٰ کے راستہ میں اپنا خون بہانے سے ڈرتا ہے۔ جسے

اپنی جان خدا تعالیٰ کے دین کے مقابلہ میں

زیادہ پیاری دکھائی دیتی ہے۔ وہ قربانی کا ایک دروازہ اپنے اوپر بند کرتا اور اس کے نتیجہ میں جنت کا دروازہ بھی اپنے اوپر بند کرلیتا ہے۔ کیونکہ جنت میں وہی داخل ہوگا جس نے ہر دروازے سے خدا تعالیٰ کے لئے قربانی کی ہوگی۔ اور جس کے پاس ہر دروازہ سے فرشتے

سلامتی کا پیغام

لیکر آئینگے۔ یہ کیونکر ہوسکتا ہے۔ کہ اگر خدا تعالیٰ کے فرشتے آئیں۔ اور ایک شخص اپنے مکان میں ان میں سے کسی ایک فرشتے کو داخل نہ ہونے دے۔ تو باقی فرشتے داخل ہوجائیں۔ کیا کوئی غیرت مند یہ برداشت کرسکتا ہے۔ کہ وہ اور اس کا بھائی کسی کے مکان پر جائیں۔ اور مالک مکان کہے۔ کہ تمہیں تو اندر آنے کی اجازت ہے مگر تمہارے بھائی کو نہیں۔ تو وہ بھائی کو وہیں چھوڑ کر آپ اندر چلا جائے۔ اگر تم اپنے بھائی کے ساتھ کسی سے ملنے کے لئے جاتے ہو۔ اور وہ کہتا ہے۔ کہ تم آجاؤ۔ اور تمہارا بھائی نہ آئے۔ تو تمہیں

غیرت آتی ہے

اور تم کہتے ہو۔ کہ اگر میرے بھائی کو اندر نہیں آنے دیتے تو میں بھی نہیں آسکتا۔ تو کس طرح ہوسکتا ہے۔ کہ ایک فرشتہ کے لئے

تم دروازہ بند کرو

تو باقی فرشتے تمہارے پاس آجائیں۔ یقیناً وہ بھی نہیں آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نکتہ دنیا کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ بتایا۔ حضرت ابراہیمؑ اپنے رب کے حکم کے ماتحت جب اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کو خدا تعالیٰ کے لئے قربان کرنے کو تیار ہوگئے تو خدا تعالیٰ نے کہا۔ اے ابراہیم!

میں تیری نسل کو دنیا کے کناروں تک پھیلاؤں گا

اللہ تعالیٰ کا یہ کلام بتا رہا ہے۔ کہ نسل ہمیشہ اس کو ملتی ہے۔ جو اپنی نسل کی قربانی خدا تعالیٰ کے لئے کرنے کو تیار ہوجائے۔ اور عزت ہمیشہ اس کو ملتی ہے۔ جو اپنی عزت خدا تعالیٰ کے لئے قربان کرنے کو تیار ہوجائے

سلامتی ابتلاء کے مقابلہ کی چیز ہے

جب ہم کہیں۔ کہ خدا نے کسی کو نسل دی ہے تو اس کے معنے یہ ہوں گے۔ کہ وہ اپنی اولاد کو خدا تعالیٰ کے لئے قربان کرنے پر تیار ہو گیا تھا۔ جب ہم کہیں۔ کہ خدا نے کسی کو مال دیا ہے۔ تو اس کے لازمی معنے یہ ہوں گے۔ کہ وہ اپنے مال کو خدا تعالیٰ کے لئے قربان کرنے پر تیار ہوگیا تھا۔ جب ہم کہیں کہ خدا نے کسی کو عزت دی ہے تو اس کے یہی معنے ہونگے۔ کہ وہ اپنی عزت کو خدا تعالیٰ کے لئے قربان کرنے پر تیار ہوگیا تھا۔ اور جب ہم کہیں۔ کہ ہر دروازہ سے کسی کے لئے سلامتی آئی۔ تو اس کے معنے یہ ہوں گے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کے لئے ہر قربانی کرنے پر تیار ہوگیا تھا۔ پس

مت خیال کرو۔ کہ تمہارے منہ کی باتیں تمہارے کام آئینگی

اور تمہاری زبانیں تمہیں جنت میں لے جائینگی جب تک تم ہر دروازہ سے خدا تعالیٰ کے لئے موت قبول نہیں کروگے۔ جب تک تم فرشتوں کے لئے ہر دروازہ کھولنے کے لئے تیار نہیں ہوگے۔ جب تک تم اپنی جان کو خدا تعالیٰ کے لئے قربان نہیں کروگے۔ جب تک تم اپنے مال کو خدا تعالیٰ کے لئے قربان نہیں کروگے۔ جب تک تم اپنی عزتوں کو خدا تعالیٰ کے لئے قربان نہیں کروگے جب تک تم اپنی اولاد کو خدا تعالیٰ کے لئے قربان نہیں کروگے۔ جب تک تم اپنی دوستیوں کو خدا تعالیٰ کے لئے قربان نہیں کروگے۔ جب تک تم اپنی عادات کو خدا تعالیٰ کے لئے قربان نہیں کروگے جب تک تم اپنی رسوم کو خدا تعالیٰ کے لئے قربان نہیں کروگے۔ اور

جبتک ہر دروازہ فرشتوں کیلئے کھول نہیں دوگے

اس وقت تک تمہیں جنت میسر نہیں آسکتی

یہ کوئی نیا پیغام نہیں

جو میں نے دیا۔ حضرت آدمؑ بھی یہی پیغام لائے تھے۔ حضرت نوحؑ بھی یہی پیغام لائے تھے حضرت ابراہیمؑ بھی یہی پیغام لائے تھے حضرت موسیٰؑ بھی یہی پیغام لائے تھے حضرت عیسےؑ بھی یہی پیغام لائے تھے اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی یہی پیغام لائے تھے۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام قیامت تک کے لئے ہے۔ جسے کوئی بدل نہیں سکتا۔

انسانی چیزوں اور خدائی چیزوں میں فرق

یہی ہے۔ کہ انسان کی چیز پرانی ہوجاتی ہے مگر خدا تعالیٰ کی چیز پرانی نہیں ہوتی۔ انسان کپڑے پہنتا ہے۔ جو چند دنوں کے بعد میلے ہوجاتے اور کچھ عرصہ کے بعد پھٹ جاتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ غلہ پیدا کرتا ہے۔ وہ انسان کھاتا ہے جس کا کچھ حصہ پاخانہ بن کر زمین میں چلا جاتا اور پھر اس کے ذریعہ اور غلہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر انسان کی بنائی ہوئی چیز مؤلد نہیں ہوتی۔ مگر

خدا تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیز مؤلد ہوتی ہے

تمہارے لیٹے کا ایک لقمان یا پانچ لقمان نہیں بن سکتا

لیکن خدا تعالےٰ کا ایک دانہ ستر دانے بن جاتا ہے۔ اس طرح وہ دانہ پرانا بھی ہوتا ہے اور جدید بھی۔ ایک ہی وقت میں وہ پرانا ہوتا ہے۔ اور اسی وقت میں وہ جدید بھی ہوتا ہے۔ وہ دانہ جو ہم آج کھاتے ہیں۔ کیا اپنے اندر وہی جزو نہیں رکھتا۔ جو حضرت آدمؑ کے وقت کا دانہ رکھتا تھا۔ پھر وہی آدمؑ کے وقت کا دانہ تھا۔ جو نوحؑ کے زمانہ میں لوگوں نے کھایا اور وہی

نوحؑ کے زمانہ کا دانہ

تھا۔ جو حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ میں لوگوں نے کھایا۔ کیا حضرت ابراہیمؑ کے وقت کا دانہ آسمان سے اترا تھا۔ کیا وہ اسی دانہ سے نہیں نکلا تھا۔ جو حضرت نوحؑ نے کھایا۔ اور جو حضرت آدمؑ نے کھایا جب حضرت موسےٰ علیہ السلام کا زمانہ آیا۔ تو اس وقت بھی وہی دانہ تھا۔ جو حضرت ابراہیمؑ کے وقت تھا۔ اور وہی خواص اس کے اندر تھے۔ جو حضرت ابراہیمؑ کے وقت اس کے اندر موجود تھے۔ پس وہ قدیم بھی تھا۔ اور جدید بھی تھا۔

بعض انسانوں کی عقل سے تلعّب کرنے کے لئے

تم بے شک اسے نیا کہہ سکتے ہو۔ بعض انسانوں کی عقل سے تلعب کرنے کے لئے تم بے شک اُسے پرانا کہہ سکتے ہو۔ مگر خدا کے لئے نہ وہ نیا تھا نہ پرانا۔ بعض انسان بے شک اسے نیا کہدیں گے۔ اور بعض انسان کہدیں گے یہ پرانا ہے۔ مگر خدا اور خدا سے تعلق رکھنے والوں کے نزدیک وہ نہ نیا ہے نہ پرانا۔ ایک ہی دانہ ہے جو سب نے اپنے اپنے زمانہ میں کھایا اور کھاتے چلے جائیں گے۔ غرض تو ایک تحریک کا نیا نام رکھنے سے یہ ہوتی ہے۔ کہ کوئی فائدہ اٹھائے۔ اگر انسان اس سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ تو اسے جدید کہہ لو یا قدیم کہہ لو۔ بدعت کہہ کر چھوڑ دو یا اچنبھا سمجھ کر مونہہ سے اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالےٰ کے حضور

وہی پسندیدہ ہوتا ہے۔ جو اس کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہو۔ جو اپنی جان اور اپنا مال اور اپنی عزت اور اپنی آبرو اور اپنی ہر چیز خدا تعالےٰ کے حوالے کر دے۔ اور اسے کہہ دے۔ کہ آپ اس سے جو چاہیں سلوک کریں۔ وہ

خدا واحد اور لاشریک ہے

وہ اپنی چیز میں کسی دوسرے کو شریک نہیں کرتا۔ وہ یہ نہیں دیکھ سکتا کہ کچھ حصہ اسے دیا جائے اور کچھ شیطان کو۔ یا کچھ حصہ خدا کو دیا جائے اور کچھ دوستوں اور عزیزوں کو۔ یا کچھ حصہ خدا کو دیا جائے اور کچھ حصہ دنیوی حکومتوں کو۔ یا کچھ حصہ خدا کو دیا جائے اور کچھ حصہ اپنی بیوی اور بچوں کو۔ خدا ایسے شخص کی کوئی چیز قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ نہیں ہوا اور نہیں ہوگا۔ وحدہٗ لاشریک ہونے کے لحاظ سے وہی چیز قبول کرتا ہے۔ جو خالص اسی کو دی جائے۔ اور اس میں

کسی اور کا حصہ نہ رکھا جائے

پھر وہ اپنی خوشی سے جو چاہے واپس کر دے۔ مگر اس کو یہ پسند نہیں۔ کہ اس کی محبت اور اس کے لئے قربانیوں میں کسی دوسرے کو حصہ دار بنایا جائے۔ پس ہر شخص جو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنے وطن اور اپنی ہر چیز کی قربانی میں کسی اور کو شریک بناتا۔ اور پھر یہ امید رکھتا ہے۔ کہ خدا اس سے راضی ہو۔ وہ نادان ہے۔ وہ کبھی

دنیوی زندگی کا ماحصل

نہیں پا سکتا۔ اس کی کوششیں عبث اور رائیگاں ہیں۔ وہ

ضلّ سعیھم فی الحیوٰۃ الدنیا کا مصداق

ہے۔ اور قیامت کے دن وہ اس بنجر زمین میں دانہ بونے والا قرار دیا جائے گا۔ جس میں سے کچھ بھی نہیں اُگ سکتا۔

جس کام کے لئے

ہماری جماعت

اس وقت کھڑی کی گئی ہے۔ وہ کوئی معمولی کام نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ نوحؑ کے زمانہ سے لے کر میرے زمانہ تک

ہر نبی نے آخری زمانہ کے فتنہ سے لوگوں کو ڈرایا

اور اس کی ہیبت پر زور دیا ہے۔ مگر کیا ہماری جماعت میں یہی احساس ہے کہ وہ آخری زمانہ کے اس بہت بڑے فتنہ کا سر کچلنے اور اسے دنیا سے ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کرنے کے لئے کھڑی ہوئی ہے

ہر شخص اپنے نفس سے سوال کرے

اور سوچے کہ اگر اس کے گھر کو آگ لگ جائے۔ تو کیا اس آگ کو بجھانے کے لئے اس کی کوشش ویسی ہی ہوگی۔ جیسی کوشش وہ آج اس وقت کر رہا ہے۔ جب خدا کے گھر کو آگ لگی ہوئی ہے۔ یا کیا اس کا بچہ اگر موت کے پنجہ میں گرفتار ہو۔ تو وہ اس کو بچانے کے لئے اتنی ہی جدوجہد کیا کرتا ہے۔ جتنی جدوجہد آج وہ

اسلام کو موت کے مونہہ سے بچانے کے لئے

کر رہا ہے۔ کیا اس کے دل میں اسوقت جو درد اور تکلیف پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کے اعزاء اقرباء آٹھوں پہر جسطرح بے قرار رہتے ہیں۔ اسی قسم کا درد اسی قسم کی تکلیف اور اسی قسم کی بے قراری تمہارے دلوں میں اسلام کی مصیبت دیکھ کر پیدا ہوتی ہے۔ اگر نہیں تو کیونکر سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ تمہارے نزدیک یہ فتنہ اتنا ہی عظیم الشان ہے۔ جتنا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بیان کیا میں تو دیکھتا ہوں۔ کہ ابھی بہت سی

چھوٹی چھوٹی باتوں پر اپنی قوتوں کو ضائع کیا جاتا ہے

کئی ہیں جو اپنی اولادوں کی ذرا ذرا سی باتوں پر ابتلا میں آجاتے ہیں۔ کئی ہیں جو چندوں کی وجہ سے ابتلا میں آجاتے ہیں۔ کئی ہیں۔ جو قربانیوں کے دوسرے مطالبات پر ابتلا میں آجاتے ہیں۔ وہ دکھ جو انسان کو بے چین کر دیتا ہے۔ وہ ایمان جو انسان کو

شکوک و شبہات سے بالا

کر دیتا ہے۔ وہ عرفان جو محبت کی چنگاری انسان کے قلب میں پیدا کر دیتا ہے۔ ابھی بہت کم لوگوں میں نظر آتا ہے۔ اگر وہ

محبت کی چنگاری

ہماری جماعت کے قلوب کو گرما دیتی۔ تو آج دنیا کی حالت کچھ سے کچھ بدلی ہوئی ہوتی۔

آج کل

فلسطین میں فسادات

ہو رہے اور ایک دوسرے کو لوگ مار رہے ہیں۔ کل میرے ایک بھائی نے عربی کے ایک اخبار کی ایک تصویر مجھے بھیجی۔ اس تصویر میں دکھایا گیا ہے۔ کہ

ایک عرب

لیٹا ہوا ہے۔ اس کا ماتھا بالکل اڑ چکا ہے۔ اس کا مغز نظر آ رہا ہے۔ ایک آنکھ اس کی نکل چکی ہے۔ اور دوسری آنکھ زخمی ہے۔ میں نے اُسے دیکھا اور میرا دل اس سے متاثر ہوا۔ کئی منٹ تک میں اسے دیکھتا رہا۔ اور میرا دل

تکلیف اور غم

سے بھرتا چلا گیا۔ مگر میں نے سوچا یہ ایک آدمی ہے۔ اس کے مرنے سے دنیا میں کونسا تغیر آگیا۔ اس کا سارا جسم نہیں اڑا۔ بلکہ ماتھا اڑا۔ ایک آنکھ نکلی۔ اور اس کی دوسری آنکھ زخمی ہوئی۔ لیکن اس کو دیکھ کر

ہر شخص کے جذبات بھڑک اٹھتے ہیں

وہ مصر کا اخبار تھا۔ اور اس تصویر کے اوپر لکھا ہوا تھا۔ فلسطین کے بھائی کی تکلیف کو دیکھو اور اس کی مدد کے لئے اٹھو۔ میں نے کہا اس کا سارا جسم سلامت ہے۔ صرف اس کا ماتھا اڑا۔ ایک آنکھ نکلی۔ اور دوسری آنکھ زخمی ہوئی۔ اور مجھے اس کی تکلیف کا اتنا احساس ہے لیکن

آج اسلام کا کونسا حصہ سلامت ہے

اس کا ماتھا بھی اڑ گیا۔ اس کا

سر بھی اڑ گیا اس کا ناک بھی اڑ گیا۔ اس کے کان بھی کاٹ لئے گئے۔ اس کے گلے بھی تک گئے اس کی گردن بھی کاٹی گئی اس کا سینہ بھی چھلنی کیا گیا۔ اور اس کے ہاتھ اور اس کے پاؤں کو بھی کاٹ کر اس کا قیمہ کر کے رکھ دیا گیا۔ اس بے کار انسان کے قلیل زخم کو دیکھ کر جب انسانی دل تڑپ اٹھتا ہے۔ تو کیا اسلام کے ان گہرے زخموں کو دیکھ کر جن سے اس کا کوئی حصہ بھی محفوظ نہیں۔ کوئی دردمند انسان ہے جو نہ تڑپے۔

اسلام سچائیوں کا نام ہے

اور سچائی تمام چیزوں سے بالا سمجھی جاتی ہے لیکن اگر اسلام میں دماغ ہوتا۔ اگر اسلام میں قوت متفکرہ ہوتی۔ اگر اسلام کے پاس

سوچنے والا دل اور بولنے والی زبان

ہوتی۔ تو وہ خدا کے عرش کے سامنے کھڑا ہو کر کہتا۔ کہ کاش تو مجھے ایک انسان ہی بنا دیتا جس کے زخم دیکھ کر لوگ تڑپ تو اٹھتے۔ تو نے مجھے سچائی بنایا۔ جس کی وجہ سے میرے زخموں کو کوئی نہیں دیکھتا۔ میرے زخموں کو دیکھ کر کسی کے دل میں درد پیدا نہیں ہوتا مگر یہ حالت کن کی ہے۔ ان لوگوں کی جو

مادی دنیا کے مشاغل

میں مبتلا ہیں۔ جنہیں روحانی نظریں حاصل نہیں جو روحانی کیفیتوں سے لطف اندوز نہیں ہو سکتے۔ جنہیں قرآن کے اوراق محض کاغذ اور اس کے حروف محض سیاہی نظر آتے ہیں۔ جن کو

قرآن کا حسن

صرف اتنا ہی نظر آتا ہے کہ اسے کسی اچھے کاتب نے اعلیٰ خط میں لکھا۔ ان کو اس قرآن کے وہ زخم نظر نہیں آتے جو اسے لگے ہوئے ہیں۔ نہ انہیں اسلام کے وہ زخم دکھائی دیتے ہیں جو اس کے ہر حصہ پر دشمنوں نے لگائے۔ مگر وہ جن کی روحانی آنکھیں کھلی ہیں۔ جنہیں روحانی خوبصورتی نظر آتی ہے۔ وہ اسلام کے اس دکھ کو بھی محسوس کرتے ہیں وہ قرآن کے ان زخموں کو بھی دیکھتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہی آتا ہے کہ قیامت کے دن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہونگے اور

اس سے رقت بھرے لہجہ میں کہیں گے۔

یارب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا

اے میرے رب اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو پیچھے پھینک دیا۔ لوگوں کو لہلہاتے ہوئے سبزوں کی خوبصورتیاں نظر آئیں۔ بل کھاتے ہوئے دریاؤں نے ان کی آنکھوں کو خیرہ کیا۔

چمکتی ہوئی بجلیاں اور کڑکتے ہوئے بادل

ان کی دلچسپی کا باعث بنے۔ پہاڑوں کی سرسبزیاں اور ان کی شادابیاں ان کے دلوں کی راحت کا موجب ہوئیں۔ سر نے والا انسان جو ہزاروں گندگیاں اپنے اندر رکھتا ہے۔ آنکھ کی اچھی بیٹھک یا ناک کی اچھی بیٹھک کی وجہ سے ان کا محبوب و مطلوب بن گیا۔ مگر کسی نے توجہ نہ کی۔ تو

سارے حسنوں کے مجموعہ اور تمام خوبصورتیوں کے جامع

قرآن کی طرف۔ دنیا داروں نے دنیا کی چیزوں کو دیکھا اور ان کے حسن کو انہوں نے محسوس کیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روحانی دنیا میں قرآن کو دیکھا اور اس کے حسن کو انہوں نے اپنے دل میں جگہ دی۔ اور دکھ محسوس کیا کہ لوگوں نے کیوں اسے چھوڑ دیا۔ لوگ آتے ہیں اور کہتے ہیں میرا بیٹا بڑا ذہین ہے۔ مگر استاد اس کی طرف توجہ نہیں کرتا اور وہ فیل ہو جاتا ہے۔ لوگ آتے ہیں اور کہتے ہیں میری بیٹی بڑی لائق ہے مگر اس کا خاوند اس سے اچھا سلوک نہیں کرتا۔ لوگ آتے ہیں اور کہتے ہیں میرا بیٹا بڑا لائق ہے مگر اس کی بیوی اس سے محبت نہیں کرتی لوگ آتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ہمارے بیٹے نے اعلیٰ نمبروں میں امتحان پاس کیا ہے مگر

تمام محکموں پر ہندو چھائے ہوئے ہیں

جس کی وجہ سے اسے نوکری نہیں ملتی۔ لوگ آتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ہمارا بچہ بیمار ہے اس کی حالت نہایت دردناک ہے۔ غرض ہر شخص دنیا کی چیز دیکھتا اور دنیا کی چیزوں کے متعلق اپنی درد دوسرے کے سامنے پیش کرتا ہے مگر

محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا قرآن لیکر اس کے پاس جاتے ہیں

اور کہتے ہیں۔ اے خدا اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتا۔

کیا ہے وہ زندگی۔ اور کیا نفع ہے۔ اس حیات کا جس میں ہم کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ ہم دنیا کو مخاطب کرتے اور کہتے ہیں۔ ہم مسلمان ہیں جو اسلام کے لئے اپنی جانیں دینے کے لئے تیار ہیں مگر عمل کچھ نہیں کرتے۔ اور نہیں سوچتے کہ

کیا واقعہ میں ہم اسلام کیلئے اپنی جانیں قربان کر رہے ہیں

یا کیا ہم دنیا کو اتنا بے وقوف سمجھتے ہیں کہ وہ ہماری حالتوں کو نہیں دیکھتی اور ہمارے جھوٹ کو محسوس نہیں کرتی۔ کیا ممکن ہے کہ ہم سارے کے سارے بحیثیت جماعت یا ہم میں سے اکثر اسلام کے لئے اپنی جانیں دینے کے لئے تیار ہوں اور خدا تعالیٰ کے ملائکہ آسمان سے اتر کر

دنیا کا نقشہ

نہ بدل دیں۔ مگر ابھی تو ہماری چھوٹی سے چھوٹی تدبیریں اور تجویزیں بھی

جدید اور قدیم کے ناموں میں

الجھتی رہتی ہیں۔ گویا ہماری مثال اس بچہ کی سی ہے جس کی ماں مر جاتی ہے اور بچہ سمجھتا ہے۔ کہ ماں جو مجھ سے نہیں بولتی تو وہ مجھ سے مذاق کر رہی ہے۔ اسلام میں اب کیا باقی رہ گیا ہے اس کی روح اس سے نکل گئی ہے۔ قرآن کی روح بھی جاتی رہی ہے۔ مگر ہم ابھی کھیل رہے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ابھی موت کا دن آنے والا ہے حالانکہ اس کی

موت کا دن آچکا

اور ہم اپنی نادانی اور بے وقوفی سے بچہ کی طرح اسے مذاق سمجھ رہے ہیں۔ اب اگر خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال نہ ہو۔ تو اسلام کا سوائے اس کے اور کیا باقی ہے کہ لوگ آئیں اور اس کی لاش کو دفن کر دیں ایک بچہ جس دن اس کی ماں مرتی ہے یہ نہیں سمجھتا کہ اس کی ماں مر گئی ہے مگر جب وہ بڑا ہوتا ہے۔ جب وہ یتیم کے طور پر کسی گھر میں پالا جاتا ہے۔ جب اس کے

پیٹ میں درد

ہوتا ہے اور وہ تکلیف کا اظہار کرتا ہے تو مالکہ اسے ڈانٹ کر کہتی ہے۔ بے شرم بے حیا روٹی کھانے کے لئے آموجود ہوتا ہے اور کام کے وقت پیٹ درد شروع ہو

جاتا ہے۔ جب اس پر

ملیریا کا حملہ

ہوتا ہے۔ جب اس کی لاتوں اور ہاتھوں میں درد ہو رہا ہوتا ہے اور اس کی مالکہ اسے مار کر کہتی ہے بچہ کو کھلا۔ اور جب وہ تکلیف کا اظہار کرتا ہے تو وہ اور تھپڑ مارتی اور کہتی ہے۔ نامعقول بہانے بناتا ہے۔ تب اسے محسوس ہوتا ہے کہ میری ماں مر چکی ہے۔ اور اب دنیا میں میرا کوئی ہمدرد نہیں۔ مگر

افسوس مسلمانوں پر کہ وہ تھپیاں پڑنے پر بھی نہ سمجھے

اسلام جس کے ذریعہ انہیں عزت حاصل تھی۔ اسلام جس کے ذریعہ انہیں عظمت حاصل تھی اسلام جس کے ذریعہ انہیں فوقیت حاصل تھی۔ وہ اسلام جس نے ان کو بھیڑوں اور بکریوں کے چرواہوں سے اٹھا کر

دنیا کا بادشاہ

بنا دیا۔ اور یورپ کے ایک سرے سے لیکر چین کے دوسرے سرے تک ان کا ڈنکا بجا دیا۔ وہ اسلام اور قرآن مر گئے۔ دفن کر دیئے گئے اور مسلمان غیر قوموں کے سپرد کر دیئے گئے۔ ان کی طرف سے مسلمانوں پر تھپیاں پڑیں۔ ظلم ہوئے تکلیفیں آئیں مگر ابھی تک وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ہم اپنے بداعمال کی وجہ سے اپنی ماؤں سے جدا کر دیے گئے ہیں۔ کاش انہیں محسوس ہوتا کہ دنیا کی مائیں ایک دفعہ مر کر زندہ نہیں ہوتیں مگر

روحانی مائیں زندہ ہو جاتی ہیں

اگر ہم میں سے وہ شخص جس کی ماں مری ہوئی ہو۔ اگر ہم میں سے وہ شخص جس کا باپ مرا ہوا ہو۔ وہ شخص جو دوسروں کے دروازہ پر ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہو جسے کھانے کے لئے روٹی پینے کے لئے پانی اور تن ڈھانکنے کے لئے کپڑا میسر نہ ہو جسے نہ دن کو آرام اور نہ رات کو چین کی نیند نصیب ہو۔ ایسے انسان کے پاس اگر کوئی شخص آئے اور کہے اے بچہ اٹھ اور اپنے والدین کی قبر پر افسوس اور ندامت کے دو آنسو بہا۔ تیری

ماں اور تیرا باپ زندہ

ہو جائیں گے۔ تو کون ہے جو پاگلوں کی طرح قبرستان کی طرف دوڑا نہیں جائے گا اور اپنے ماں باپ کی قبر پر افسوس اور ندامت

کے ساتھ آنسو بہانے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔ سیری تو

قوتِ واہمہ

بھی اس کا خیال نہیں کر سکتی۔ کہ ایک شخص کے سامنے یہ تجویز پیش ہو۔ اور ایسے معقول انسان کی طرف سے پیش ہو۔ جس پر اسے اعتبار ہو۔ اور اس کی بات کو وہ رد کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔ تو وہ دیوانہ وار قبرستان کی طرف نہ جائے۔ اور اپنے آنسوؤں سے ان قبروں کو تر نہ کردے۔ مگر ہماری روحانی ماں اسلام اور روحانی باپ قرآن دونوں فوت ہو گئے۔ فوت ہونے کے بعد دونوں دفن کر دیئے گئے۔ اور کوئی معمولی آدمی نہیں۔ بلکہ ہمارا خدا کہتا ہے۔ کہ

تم عقیدت کے دو آنسو ان پر بہا دو وہ زندہ ہو جائینگے

مگر ہمیں اتنی بھی توفیق نہیں ملتی۔ کہ ہم دو آنسو بہا سکیں۔ اور پھر ہم خیال کرتے ہیں۔ کہ ہم مومن ہیں۔ پھر ہم خیال کرتے ہیں۔ کہ ہم مسلمان ہیں۔ اگر

اسلام اور قرآن کی موت

پر ہمارے دو آنسو بھی عقیدت کی نذر نہیں بن سکتے۔ تو اسلام اور قرآن سے ہماری محبت کا دعوے کہاں تک جائز ہو سکتا ہے۔

پس میں اپنی جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ باتیں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں

تم باتیں کرتے ہو مگر کام نہیں کرتے

یہاں مجالس شوریٰ ہوتی ہیں۔ دھڑلے سے تقریریں کی جاتی ہیں۔ لوگ رو بھی پڑتے ہیں۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کا

کلیجہ باہر آنے لگا ہے

مگر جب یہاں سے جاتے ہیں تو سست ہو جاتے ہیں۔ لوگ چندے لکھواتے ہیں مگر دینے کے لئے نہیں۔ بلکہ لوگوں میں نام پیدا کرنے کے لئے وہ کہتے ہیں ہم احمدیت کے لئے ہر چیز قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر قربانی کے وقت پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ ان کی مثال بالکل ہندوؤں کی لڑائی کی سی ہوتی ہے۔ ایک کہتا ہے پنسیری مارونگا اور دوسرا کہتا ہے مار پنسیری تو پہلا شخص دو قدم پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ہم فیصلہ کرلیں۔ کہ ہم اسلام اور احمدیت کے لئے

اپنی جانیں قربان کردینگے

اور پھر کوئی بڑے سے بڑا دشمن بھی ہم پر غالب آسکے۔ بچہ کو اس کی ماں بعض دفعہ اٹھاتی اور اچھالتی ہوئی کہتی ہے۔ بیٹا تجھے نیچے پھینک دوں۔ جب تک بچہ ڈرتا ہے ماں اس کا مذاق اڑاتی رہتی ہے۔ اور کہتی ہے تجھے ابھی نیچے پھینکتی ہوں۔ مگر جب بچہ کہتا ہے۔ پھینک دو۔ تو کیا تم سمجھتے ہو۔ کوئی

سنگدل سے سنگدل ماں

بھی اس فقرہ کو سن کر بے تاب ہوئے بغیر رہ سکتی ہے۔ کیا بچہ جس وقت کہتا ہے ماں مجھے بے شک پھینک دو۔ اس وقت ایک سنگدل سے سنگدل ماں کا دل بھی خون نہیں ہو جاتا۔ کیا اس کے آنسو نہیں بہہ پڑتے۔ اور کیا وہ اس کا مونہہ چوم کر اسے چھاتی سے نہیں لگا لیتی۔ اور کیا وہ اسے بھینچ کر نہیں کہتی۔ میری جان تجھ پر قربان میں تجھے کب گرا سکتی ہوں

پھر کیا تم سمجھتے ہو ہمارا خدا ماں سے کم رحم دل ہے

وہ بھی ہمارے ایمان اور ہمارے اخلاص کا امتحان لیتا ہے۔ اور کہتا ہے میں تمہیں نیچے گراتا ہوں۔ جب تک ہم کہتے ہیں ہم کو قربان نہ کرو۔ ہمیں نیچے نہ گراؤ۔ وہ اور زیادہ زور سے ہمیں ڈراتا ہے۔ مگر جب ہم کہدیتے ہیں ہمیں اس میں کیا عذر ہے اور یہ کیا قربانی ہے۔ ہم تو اس سے بھی بڑی قربانیاں کرنے کیلئے تیار ہیں۔ وہ ماں سے زیادہ زور سے ہمیں بھینچتا۔ اپنے ساتھ ہمیں چمٹاتا اور پیار کرتا ہے۔ اور ہم پہلے سے بھی زیادہ اس کے قریب ہو جاتے ہیں۔ اور جب ہم اس کے قریب ہو جائیں۔ تو

موت کی کیا طاقت ہے کہ خدا کی گود میں ہاتھ ڈال سکے

ایسے انسان کو خدا اپنی گود میں لے لیتا اسے پیار کرتا اور اسے اپنے قریب کر لیتا ہے ہماری مصیبتوں اور ابتلاؤں کا اس وقت بڑھنا بتاتا ہے۔ کہ درحقیقت ہم

حقیقی موت

کے لئے ابھی تیار نہیں ہوئے۔ جس طرح ماں اپنے بچہ کو چھیڑتی ہے اور کہتی ہے میں تجھے نیچے گراؤں، اور وہ کہتا ہے نہ گراؤ۔ تو چونکہ وہ اپنی ماں پر بدظنی کرتا ہے۔ اس لئے وہ اور زیادہ اسے چڑاتی ہے۔ مگر جب بچہ کہدیتا ہے بے شک مجھے پھینک دو۔ تب وہ اپنے بچہ کو پھینکا نہیں کرتی۔ بلکہ اسے گلے سے چمٹا لیتی ہے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ بھی یہ دیکھتا ہے۔ کہ ہم پھینکے جانے اور اس کے لئے موت قبول کرنے کو تیار ہیں یا نہیں۔ جس دن ہمارے دل کی گہرائیوں سے یہ آواز اٹھی۔ کہ اے خدا ایک ہلاکت کیا ہم تیرے لئے ہزار ہلاکتوں کو بھی اپنے نفس پر وارد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور ایک موت کیا ہم تیرے دین کے لئے ہزار موتیں بھی قبول کرنے کو تیار ہیں۔ کیونکہ

قربانی ہمارے لئے عزت کا مقام ہے

اس دن خدا تعالےٰ کی محبت میں اس زور سے جوش پیدا ہوگا۔ اور اس کی الفت کے سمندر میں ایسا طوفان آئے گا۔ کہ وہ خس و خاشاک کی طرح ہمارے مخالفوں کو بہا دے گا۔ اور وہ

دشمن کے بیڑے

جو ہماری تباہی کے لئے آرہے ہیں۔ انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ مگر ہمیں بھی تو محبت کا کوئی جذبہ دکھانا چاہیئے۔ کیا خدا تعالےٰ نے اپنی

محبت کا ہاتھ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شکل میں ہماری طرف نہیں بڑھایا۔ مگر ہم نے اس ہاتھ کی کیا قدر کی۔ کیا ہمارے اندر اس ہاتھ کو دیکھ کر وہی جوش اور وہی محبت پیدا ہوئی جو اس قسم کے احسان اور سلوک کے نتیجہ میں پیدا ہونی چاہیئے۔ ہم نے تو اس احسان کی طرف ایسی ہی توجہ کی۔ جیسے انسان

قوس قزح کا نشان

آسمان پر دیکھتا ہے۔ تو تھوڑی دیر کے لئے کہدیتا ہے۔ واہ وا کیا اچھا نشان ہے۔ اور یہ کہکر پھر اپنے کام میں مشغول ہو جاتا ہے اور اسے خیال بھی نہیں آتا کہ آسمان پر قوس قزح ہے۔

بے شک ہم میں مخلص بھی ہیں وہ بھی ہیں جو اپنی جان اور اپنا مال اور اپنی عزت اور اپنی آبرو ہر وقت قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر ان کی تعداد کتنی ہے؟ عام لوگوں کو تو ان سادہ لوح

ان پڑھ مخلصوں پر رشک

کرنا چاہیئے۔ جو گو علم ظاہر سے محروم تھے۔ مگر خدا تعالےٰ نے ان کو علم باطن دیا ہوا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی زندگی کے آخری ایام میں آخری جلسہ سالانہ پر سیر کے لئے باہر نکلے۔ تو جس وقت آپ اس بڑ کے درخت کے قریب پہنچے جو آجکل ریتی چھلہ کے درمیان میں ہے تو

ہجوم کی زیادتی

کی وجہ سے سیر کے لئے جانا آپ کے لئے مشکل ہو گیا۔ اور اسی جگہ ٹھہر کر آپ نے لوگوں کو مصافحہ کا موقعہ دیا۔ اس وقت ہجوم میں پانچ چھ سو کے قریب لوگ تھے۔ ہجوم کی زیادتی اور محبت کے وفور کی وجہ سے مصافحہ کے لئے رستہ ملنا بعض کو مشکل ہو گیا ایک زمیندار سے دوسرے زمیندار نے پوچھا کیوں بھئی مصافحہ کر لیا۔ اس نے جواب دیا۔ ہجوم بہت ہے اور دھکے لگتے ہیں۔ میں نے تو ابھی مصافحہ نہیں کیا وہ کہنے لگا دھکے کیا ہوتے ہیں۔ اگر تمہاری ہڈیوں سے بوٹیاں بھی الگ ہو جائیں تو پرواہ نہیں۔ ہجوم میں گھس جاؤ اور مصافحہ کر آؤ۔

یہ دن تمہیں پھر کہاں نصیب ہو سکتے ہیں

وہ ایمان تھا۔ اور وہ اخلاص تھا جو حقیقی محبت پر دلالت کرتا تھا۔ یعنی خدا کی طرف سے آنے والے کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھونے کے لئے اگر گوشت ہڈی سے جدا ہو جاتا ہے تو جدا ہو جائے۔ کیونکہ یہ دن روز روز میسر نہیں آسکتے۔ کاش ہم ان لوگوں کے دلوں کی کیفیت کا احساس کر سکتے جو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے پہلے تیرہ سو سال کے عرصہ میں ہوئے۔

کاش ہم اس درد کو جانتے

کاش ہم اس گریہ وزاری پر اطلاع رکھتے جو درد اور جو گریہ وزاری ان لوگوں کو اس حسرت میں پیدا ہوتی کہ کاش وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں۔ آپ کے پاؤں کو نہیں بلکہ آپ کے پاؤں کی خاک کو ہی چھونے کا فخر حاصل کر سکتے۔ اگر یہ چیز ہمارے سامنے آجاتی تو شاید ہمیں شرمندگی پیدا ہو شاید ہمارے دلوں میں بھی احساس ہو کہ ہم نے کتنی بڑی چیز کی ناقدری کی۔ خدا تعالےٰ نے ایک آواز ہمارے لئے بلند کی۔ اس نے ایک ہاتھ ہماری طرف لمبا کیا۔ اور ہمیں موقعہ دیا۔ کہ ہم پھر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

صحابہؓ کا مقام

حاصل کریں۔ پھر ہم اپنے خدا کو مل سکیں لیکن افسوس ہم نے اس کی قدر نہ کی اس کی قیمت کو نہ پہنچانا اور اسی طرح گذر گئے۔ جس طرح بازار میں سے کوئی خربوزوں کے ڈھیر اور آموں کے ٹوکروں پر سے گذر جاتا ہے۔

پس ہماری جماعت کو چاہیئے۔ کہ وہ پہلے اس چیز کو سمجھے کہ وہ ہے کیا۔ جب تک اس مقام کو وہ نہیں سمجھتی۔ اس وقت تک اسے اپنے کاموں میں کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔

تحریک جدید تو ایک قطرہ ہے اس سمندر کا جو قربانیوں کا تمہارے سامنے آنے والا ہے جو شخص قطرہ سے ڈرتا ہے وہ سمندر میں کب کودے گا۔ پانی کے قطرے سے تو وہی ڈرتا ہے جسے ہلکے کتے یعنی شیطان نے کاٹ لیا ہو۔

ورنہ کبھی تندرست بھی قطرے سے ڈر اکرتا ہے۔ تندرست اگر ڈر سکتا ہے تو سمندر سے کیونکہ وہ خیال کرتا ہے کہ نہ معلوم میں اس میں تیر سکوں یا نہ تیر سکوں اور نہ معلوم اسے عبور کر سکوں یا نہ کر سکوں مگر **کوئی سمجھدار اور باشعور انسان پانی کے قطرہ سے نہیں ڈرتا**

پس جو شخص قطرے سے ڈرے اس کے متعلق سمجھ لو۔ کہ اسے ہلکے کتے یعنی شیطان نے کاٹا ہے۔ کیونکہ تحریک جدید ایک قطرہ ہے۔ قربانیوں کے سمندر کے مقابلہ میں۔ اب جو شخص اس قطرے سے خائف ہے یقیناً اسے ہلکے کتے نے کاٹا ہے۔ یعنی یقیناً اس پر شیطان نے غلبہ کیا ہوا ہے۔ اور اس کا

ایمان ضائع ہو چکا ہے

پس اس قطرے کا نگل لینا کون مشکل کام ہے۔ ابھی تو اس سمندر میں نہیں تیرنا ہے۔ جس سمندر میں تیرنے کے بعد دنیا کی اصلاح کا موقع تمہیں میسر آئے گا۔ کیا قرآن میں یہ آیت پڑھتے وقت کہ یارب ان قومی اتخذوا ھٰذا القرآن مھجورا۔ تمہارے دل میں یہ درد پیدا نہیں ہوتا۔ کہ کاش جس وقت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خدا کے سامنے یہ کہیں کہ یارب ان قومی اتخذوا ھٰذا القرآن مھجورا۔ اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا۔ اس وقت وہ ایک استثنا بھی کریں اور وہ

استثنا تمہارا ہو

جس وقت وہ یہ کہیں کہ اے میرے رب میری قوم نے تیرے اس قرآن کو چھوڑ دیا تو اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی کہیں کہ میں اس قوم اور اس جماعت کو مستثنیٰ کرتا ہوں۔ کیا یہ خواہش تمہارے دلوں میں کبھی پیدا ہوتی ہے یا نہیں۔ اور اگر ہوتی ہے تو تم قربانیوں کے لئے کیوں آمادہ نہیں ہوتے

کب تک تم کو سنانے والے سنائیں گے

کب تک تم کو جگانے والے جگائیں گے ہر دن جو گذر رہا ہے وہ تم کو اس چشمہ سے دور کر رہا ہے۔ جس چشمہ سے تمہاری نجات وابستہ جس چشمہ سے تمہاری حیات وابستہ ہے۔ پس

ہوشیار ہو جاؤ اور بیدار ہو جاؤ

اور اس دن کا انتظار نہ کرو کہ جب تمہیں جگانے والے نہیں رہیں گے اور نہ ہوشیار کرنے والے رہیں گے۔ آج تمہارا

بوجھ بٹانے والے

دنیا میں موجود ہیں۔ مگر وہ ہمیشہ نہیں رہ سکتے کیونکہ خدا کی یہ سنت چلی آئی ہے کہ بوجھ بٹانے والے وہ ہمیشہ ساتھ نہیں رکھتا پس

اپنے اندر تغیر پیدا کرو

اور چھوٹے چھوٹے امتحانوں میں کامیاب ہونے کی کوشش کرو تا بڑے امتحانوں میں تم کامیاب ہو سکو۔ تم نیت کر لو اور ارادہ کر لو۔ اس بات کا کہ تم خدا کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے بھی انکار نہیں کرو گے۔ تم نیت کر لو اور ارادہ کر لو اس بات کا کہ اگر تمہیں خدا کے لئے اپنے کسی عزیز اور رشتہ دار کو چھوڑنا پڑے تو تم اسے بخوشی چھوڑنے کے لئے تیار رہو گے تم نیت کر لو۔ اور ارادہ کر لو اس بات کا کہ تم خدا کے لئے ہر قسم کی موت قبول کرنے کے لئے تیار رہو گے۔

تم خدا کے لئے مر جاؤ

اور اس کے لئے موت قبول کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ پھر تمہیں اس کی طرف سے ابدی زندگی ملے گی۔ تم اس کے لئے گڑھے میں گرنے کے لئے تیار ہو جاؤ کہ جو خدا کے لئے گڑھے میں گرنے کے لئے تیار ہو جائے گا۔ خدا اسے اپنی گود میں اٹھا لے گا۔ تم ان لوگوں میں سے مت بنو۔ جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کے مطابق قرآن اٹھا کر اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیا۔ بلکہ تم ان لوگوں میں سے بنو۔ جنہوں نے جب دیکھا کہ قرآن کو پیٹھوں کے پیچھے پھینکا جا رہا ہے۔ تو انہوں نے فوراً اپنی جھولیوں میں اسے اٹھا لیا۔

جناب صدر آل انڈیا نیشنل لیگ کا اہم اعلان

مولوی عطاء اللہ احراری کے مقدمہ میں جسٹس کولڈ سٹریم کا فیصلہ

مسٹر کھوسلہ سشن جج گورداسپور کے رسوائے عالم فیصلہ کو جمیعتہ احرار نے ہزاروں کی تعداد میں شائع کیا۔ اور اب تک کر رہی ہے۔ اور حکومت اس بارہ کوئی قدم نہیں اٹھاتی اور اپنی عدالتوں کے مفروضہ احترام کے جذبہ کے سامنے جھکی ہوئی ہے۔

اس بارہ میں ہم کیا قدم اٹھائیں گے۔ یہ جلد احباب کے سامنے آجائے گا۔ لیکن جو فوری کام ہم کر سکتے ہیں۔ اور جس میں دیر کرنا مجرمانہ غفلت ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم مسٹر جسٹس کولڈ سٹریم کے فیصلہ کی کثرت سے اشاعت کریں۔ جماعت لاہور نے بیس ہزار کی تعداد میں اس فیصلہ کو شائع کیا ہے۔ میں تمام نیشنل لیگوں کو تحریک کرتا ہوں۔ کہ وہ فوراً زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس فیصلہ کو منگوا کر تقسیم کریں۔ اسی طرح تمام جماعتوں کو بھی میں تحریک کرتا ہوں۔ کہ آپ نیشنل لیگ کی مخصوص اغراض میں اگر حصہ نہیں لے سکتے۔ اور ہم آپ سے جانی و مالی قربانی کا مطالبہ بھی نہیں کر رہے۔ تو کیا یہ حقیقت نہیں۔ کہ ان تمام امور میں جو نیشنل لیگ کی مخصوص اغراض کے متعلق نہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عزت کی حفاظت میں مدد دے سکتے ہیں۔ وہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

ایک زندہ جماعت کے لئے جو ایک زندہ خدا پر ایمان رکھتی ہے۔ یہ کوئی مشکل بات نہیں۔ کہ لاکھوں کی تعداد میں وہ اس فیصلہ کو شائع کرے۔ قیمت لاگت کے برابر ہے دو روپیہ سینکڑہ میں یہ رسالہ مل سکتا ہے ارادہ ہے کہ اس رقم کو اسی غرض کے لئے صرف کیا جائے۔ نیشنل لیگیں کثرت سے منگوائیں۔ تاکہ مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ کی حقیقت ظاہر ہو سکے۔

میں تمام جماعتوں کو بھی تحریک کرتا ہوں۔ کہ وہ فوراً زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس فیصلہ کو منگوا کر کثرت سے اس کی اشاعت کریں۔

(بشیر احمد۔ صدر آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور)

ہر ایک انجمن کو چھاپہ خانہ مل سکتا ہے

آجکل تبلیغ و اشاعت کے لئے چھاپہ خانہ کی ضرورت ہے۔ چنانچہ بہت سی انجمنیں قریب شہر میں چھاپہ خانہ نہ ہونے کی وجہ سے ٹریکٹ اشتہار اور پوسٹر شائع کرنے سے محروم رہتی ہیں۔ بہت سے جذبات اور خیالات دل و دماغ میں موجزن رہتے ہیں۔ جو لوگوں تک نہیں پہنچائے جاتے۔ آج کل بیسویں صدی میں سائنس نے ہر چیز کو اتنا آسان اور سستا کر دیا ہے۔ کہ روپوں کی چیزیں کوڑیوں کے مول مل سکتی ہیں۔ ہر ایک انجمن اپنے پوسٹر اور اشتہار اور ٹریکٹ شائع کرنے کے لئے چھاپہ خانہ خرید سکتی ہے۔ چھاپہ خانہ کلاں قیمت دس روپے چھاپہ خانہ خورد قیمت پانچ روپے۔ آپ پہلے دن ہی چھاپہ خانہ سے کام لے سکتے ہیں۔ طریق نہایت آسان ہے جو چھپا ہوا ساتھ ہوگا۔ کل یا نصف قیمت پیشگی ارسال فرمائیں۔ پوسٹ آفس اور ریلوے سٹیشن کا پتہ لکھیں۔ ملنے کا پتہ

محمد فاروق اینڈ برادرس موگا پنجاب

دنیا مقویات میں ایک آسان مقوی ایجاد

برقی بام

برقی بام دور حاضرہ کی تمام مقوی خارجی ادویات ہر شکل میں مقابلۃً بہتر ثابت ہو رہا ہے۔ برقی بام سہل الترکیب خوشبودار اور ہر موسم ہر عمر میں یکساں مفید۔ بار بار مصنے گرم کرنے کی تکلیف سے مبرا۔ سوزش و جلن سے پاک آبلہ و پوست کندگی کی زحمت سے بری۔ اول ہی روز کے استعمال سے نمایاں فرق محسوس ہوتا ہے۔ متواتر چودہ یوم کے استعمال سے تمام خارجی کمزوری و نقائص بچپن کی غلط کاریوں اور عادات و افعال بد کے اسباب و نتائج وغیرہ دور ہو کر دائمی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ نازک طبع اصحاب کے لئے بہترین تحفہ ہے۔ قیمت فی شیشی کلاں عہ خورد عہ (نوٹ) سرعت و رقت کے لئے تحریر کریں۔ الیفی اندرونی خرابیاں دور کرنے کے لئے اسی قیمت میں روانہ ہوتی ہے۔ پتہ

حکیم ظہیر الحسن اریو سل کمشنر منتھرا یوپی

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ انجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی خدایار ولد راجہ ذات کھوکھر سکنہ بنجاری تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۲۷-۸-۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱۱-۶-۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ انجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی غلام منظور ولد فاضل ذات ہشمیرہ سکنہ چنیوٹ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۷-۸-۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱۱-۶-۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ انجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی دینا ولد مکھن ذات بدہ سکنہ احمد آباد تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۲۷-۸-۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱۱-۶-۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

پشاور ۲۹ جون - آج شب آٹھ بجکر ۲ منٹ پر زلزلہ کا جھٹکہ محسوس کیا گیا۔ جس سے شہر کی متعدد عمارتیں گر گئیں۔ سب سے زیادہ نقصان روز سینما کی عمارت کو پہنچا۔ بعض لوگ زخمی بھی ہوئے ہیں۔ جھٹکا محسوس ہونے پر لوگ سراسیمہ ہو کر باہر کو نکل بھاگے۔ جس سے انہیں چوٹیں آئیں۔ پشاور اور نوشہرہ کے درمیان بھی کافی نقصان پہنچا ہے۔ لاہور میں بھی ایک مکان بازار سید مٹھا میں جھٹکے کی وجہ سے گر پڑا۔ لیکن کوئی نقصان جان نہیں ہوا۔ لوگ بھاگ کر مکانوں سے نکل آئے۔

لنڈن ۲۹ جون - حبشہ کے سفارتخانہ نے ایک بیان شائع کیا ہے کہ شاہ نجاشی حبشہ کے وفد کے لیڈر کی حیثیت سے خود لیگ اسمبلی کے اجلاس میں شریک ہونگے اور اپنا معاملہ خود پیش کریں گے۔

واردھا ۲۹ جون - پنڈت جواہر لال نہرو واردھا پہنچ چکے ہیں۔ عند الملاقات آپ نے بیان کیا۔ کہ بعض لیڈروں اور اخبارات نے اس قسم کے خیالات ظاہر کئے ہیں کہ یہ وقت سوشلزم کی اشاعت و حمایت کا نہیں مزید کہا۔ کہ کانگرس نے سوشلزم اختیار نہیں کیا۔ اور میں نے ہر ایک تقریر میں اس امر کی وضاحت کر دی تھی کہ سوشلزم کے متعلق میں اپنی ذاتی حیثیت میں تقریر کر رہا ہوں۔

لاہور ۲۹ جون - لاہور کے گزشتہ فسادات کے دوران میں ایک مسلمان مسمی محمد حسن کوچوان نے ایک سکھ کرتار سنگھ کو قتل کیا تھا۔ آج تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔

پونا ۲۹ جون - ہندوؤں کے جگت گرو شنکر اچاریہ نے پونہ میں ایک تقریر کرتے ہوئے کہا کہ سکھ ہندو ہیں۔ اور اگر ہریجن سکھ مذہب قبول کریں۔ تو اس کے معنی یہ ہونگے کہ انہوں نے مذہب تبدیل ہی نہیں کیا۔ بلکہ ہندو ہی رہے۔

کلکتہ ۲۹ جون - سوئیٹزرلینڈ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ مہاراجہ صاحب اوف ٹیہری کی لڑکی سوئیٹزرلینڈ میں انتقال کر گئی ہیں۔ وہ مدت سے پھیپھڑوں کی بیماری میں مبتلا تھیں۔

کوئٹہ ۲۹ جون - کوئٹہ میں کھدائی اور صفائی کے بعد مکانات کی تعمیر کی جا رہی ہے اور اس وقت تک ۲۰۴۳ دوکانیں اور ۲۴۷۱ گھر شہر میں تعمیر ہو چکے ہیں۔ ملبہ سے بعض لاشیں ابھی تک برآمد ہو رہی ہیں۔ اس وقت لاشوں کی کل تعداد ۸۵۰۷ تک پہنچ گئی ہے۔

امرت سر ۲۹ جون - مقامی شال دوشالوں کے کارخانوں کے تقریباً ۵ سو بافندوں نے ہڑتال کر رکھی ہے۔ صرف چھ کارخانے چل رہے ہیں۔ باقی ماندہ ۲۴ کارخانے تاحال بند پڑے ہیں۔ اور ابھی تک کوئی تصفیہ نہیں ہو سکا۔

کابل (بذریعہ ڈاک) افغانستان میں گداگری کے انسداد کے لئے حکومت افغانستان ایک نہایت احسن طریق یہ اختیار کر رہی ہے کہ مساکین یتامی اور اپاہجوں کی ضروریات پورا کرنے کے لئے ہر ایک ضلع میں دار المساکین قائم کر دئے ہیں۔ جن میں ضلع بھر کے مساکین کو جمع کر کے ان تمام کے اخراجات کو پورا کیا جاتا ہے۔ تندرست اور تنومند گداگروں کو سستی اور کاہلی سے نجات دلانے کے لئے ملک بھر کے حکام کو ہدایت کی گئی ہے کہ ایسے لوگوں کو محنت مزدوری اور صنعت و حرفت میں مصروف ہونے کی ترغیب دلائیں اور اگر اس قسم کی تنبیہہ کے بعد بھی وہ گداگری سے باز نہ آئیں۔ تو انہیں سرکاری طور پر سخت کاموں پر مقرر کر دیا جائے۔ تا کہ ان کی سستی اور کاہلی دور کی جا سکے۔

قاہرہ (بذریعہ ڈاک) فلسطین کے مفتی اعظم نے ملک معظم شاہ ایڈورڈ ہشتم سے برقیہ کے ذریعہ التماس کی ہے کہ فلسطین کے تنازعہ کو رفع کرنے کی کوشش کریں۔ عربوں کی شکایت یہ ہے۔ کہ پولیس یہودیوں کی تحریک پر دیہات اور شہروں سے عربوں کے گھروں کی ہر ایک چیز کی تلاشی لیتی ہے۔ یہودی پولیس کو مشتعل کرتے ہیں کہ عربوں کے گھروں میں اسلحہ اور کارتوسوں کی بڑی مقدار موجود ہے۔ مگر تلاشیوں کے باوجود کوئی چیز برآمد نہیں ہوتی۔

لاہور ۲۹ جون - معلوم ہوا ہے کہ مسٹر مظہر علی اظہر احراری کے مقابلہ میں پنجاب اسمبلی کے آئندہ انتخابات میں سیالکوٹ ڈویژن شہری حلقہ سے خان صاحب شیخ عطا محمد ایڈووکیٹ صدر بلدیہ گوجرانوالہ اتحاد پارٹی کی طرف سے کھڑے ہوئے ہیں

لنڈن ۲۹ جون - کل مزدور جماعت کا ایک اجتماع ہائیڈ پارک میں ہوا۔ جس میں میجر اٹیلی اور ہربرٹ موریسن نے تقریریں کیں۔ آخر میں ایک قرارداد منظور کی گئی۔ جس میں تعزیرات کی تنسیخ کے متعلق حکومت برطانیہ کے فیصلہ کے خلاف شدید احتجاج کیا گیا تھا۔

ٹوکیو ۲۹ جون - جاپانی قونصل جنرل مقیم کلکتہ نے جاپان کے دفتر خارجہ کو اطلاع دی ہے کہ حکومت ہند نے اسے مطلع کیا ہے کہ وہ ہندوستان اور جاپان کے درمیان نئے تجارتی معاہدہ کے لئے ابتدائی گفت و شنید کرنے کو تیار ہے۔

جنیوا ۲۹ جون - حکومت اطالیہ نے جمعیتہ اقوام کو ایک نوٹ بھیجا ہے۔ کہ وہ کچھ عرصہ کے بعد لیگ کو حبشہ کے حالات کے متعلق واقفیت بہم پہنچاتی رہے گی۔ اور دیسی باشندوں کو فوجی مقاصد کے لئے بھرتی نہیں کیا جائے گا۔

امرت سر ۲۹ جون - گیہوں حاضر ۴ روپے ۶ آنے ۳ پائی - نخود حاضر ۲ روپے ۹ پائی - سونا دیسی ۳۵ روپے ۲ آنے اور چاندی دیسی ۴۹ روپے ۴ آنے ہے۔

شملہ ۲۹ جون - ۵، ۶، ۷ اگست ۱۹۳۶ء کو مختلف صوبجات کے نمائندگان کی ایک کانفرنس منعقد ہوگی۔ جس میں صوبجاتی خود مختاری کے نفاذ کے سلسلہ میں صوبوں کے مالی مسائل پر بحث و تمحیص کی جائے گی

لنڈن ۲۹ جون - آج بارش کے باعث کرکٹ میچ دیر سے شروع ہوا۔ چار بجے تک سکور یہ تھا انگلینڈ کل ۱۳۴ رنز۔ ہندوستان پانچ وکٹوں پر ۳۹ رنز۔

روما ۲۹ جون - حکومت اطالیہ نے مشرقی افریقہ میں غیر معمولی ضروریات پر صرف کرنے کے لئے دو کروڑ ساٹھ لاکھ پونڈ کی منظوری دیدی ہے۔ اس مزید زر امانت کا بار ۱۹۳۶-۳۷ء کے میزانیہ پر ڈالا جائے گا۔

پیرس ۲۹ جون گذشتہ شب ایک سیاسی مجلس میں فرانس اور برطانیہ کے درمیان ایک سمجھوتہ معرض وجود میں آیا۔ کہ اٹلی نے حبشہ میں جو فتوحات کی ہیں انہیں تسلیم نہ کیا جائے۔ ایک نامہ نگار رقمطراز ہے۔ کہ تعزیرات کی تنسیخ کے متعلق فیصلہ ہو گیا ہے۔ فی الحال اٹلی کے ساتھ عام گفت و شنید شروع نہ کی جائیگی

ٹوکیو ۲۹ جون - جاپان کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ اس وقت جاپان کی اس فوج کا مستقبل زیر بحث ہے۔ جو چین کی جنوبی اور شمالی افواج کے درمیان حائل ہے۔ جاپان کے سیاسی مبصرین کا خیال ہے۔ کہ کینٹن کی روش سخت پریشان کن ہے۔ اور جاپان کی حیثیت کو اس سے نقصان پہنچ رہا ہے۔

لنڈن - ۲۹ جون - ٹوکیو میں اس خبر سے سنسنی پھیل گئی ہے۔ کہ چین اور جرمنی کے درمیان خفیہ معاہدہ ہو گیا ہے جس کی رو سے جرمنی تیل کے عوض چین کو اسلحہ مہیا کرے گا۔

راولپنڈی - ۲۹ جون ریاست امب کے علاقہ سے دو پارٹیوں میں ہولناک تصادم کی اطلاع موصول ہوئی ہے جس میں چار اشخاص ہلاک اور دو مجروح ہوئے

واردھا ۲۹ کانگرس کی مجلس عاملہ کا اجلاس آج سے شروع ہو گیا ہے اس میں مولانا ابو الکلام آزاد ڈاکٹر خان صاحب - مسٹر سوبھاش چندر بوس اور آچاریہ نریندر دیو کے سوا باقی تمام ارکان موجود تھے۔

لنڈن ۲۹ جون، روس کے اس مطالبہ پر کہ بحیرہ اسود میں صرف روسی جہاز ہی گذر سکتے ہیں۔ اور مسولینی کے اس اصرار پر کہ بحیرہ روم صرف اٹلی والوں کا ہے۔ بین الاقوامی سیاسی حلقوں میں اظہار تشویش کیا جا رہا ہے۔ بالخصوص برطانیہ ترکی۔ اور جاپان ان ہر دو مطالبات کو سخت خطرات کا حامل تصور کرتے ہیں ممکن ہے کہ بحیرہ روم میں جب برطانوی جنگی جہازوں کی

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی